غزلیں

ڈاکٹر ظفرؔ مرادآبادی

○

تعلقات، غرض کے بنے نشانے سب
خیال و خواب ہوئے پچھلے دوستانے سب

ملا نہ درد کے لمحات کا کوئی ساتھی
سراب بن گئے، رشتے نئے پرانے سب

مجھی میں ڈھونڈلی، جائے پناہ گردش نے
مجھی میں حادثے آکر، لگے ٹھکانے سب

بھڑک اُٹھی ہے، اک افواہ سے ہر اک بستی
بس ایک تیر تھا، جس کے بنے نشانے سب

کڑی ہے دھوپ، سلگتی ہے ریت پیروں میں
لپٹ گئے ہیں، بزرگوں کے شامیانے سب

ہر ایک دور میں تھا، مرکزِ کہانی، تو
تجھی پہ لکھے گئے ہیں سدا افسانے سب

شکست کھا گئے فنکار وقت کے ہاتھوں
جدید کل تھے جو لہجے، ہوئے پرانے سب

تھی جس کے ہاتھ میں طاقت وہ سر بلند رہا
اسی اصول پہ قائم رہے زمانے سب

سرِ نیاز جہاں میں نے خم کیا ہے ظفرؔ
مری تلاش میں نکلے ہیں آستانے سب!!

1889 ایف ایف، گلی کہلیان، سوئی والان، نئی دہلی۔110002

ہارون شامی

○

یقین کم ہے، بہت کم، گماں زیادہ ہے
کہ روشنی ہے بہت کم، دُھواں زیادہ ہے

عجب ہے مرحلۂ زیست ہر قدم پہ یہاں
سکون کم ہے بہت کم، فغاں زیادہ ہے

بہار کا یہ چلن ہے کہ سازش گلچیں
کہ اب گلوں پہ بھی رنگِ خزاں زیادہ ہے

پتہ چلا مجھے سب کچھ گنوا کے الفت میں
کہ عاشقی میں صلہ کم زیاں زیادہ ہے

اب اور تیرے کرم کی نہیں طلب مجھ کو
کہ یہ کرم ہی مرے مہرباں زیادہ ہے

وہی جو اہلِ جہاں کو پناہ دیتا تھا
سنا ہے آج وہی بے اماں زیادہ ہے

وہ خواہشیں ہیں کہ جینے کو زندگی کم ہے
وہ بندشیں ہیں کہ ہر پل گراں زیادہ ہے

تم اُس کو لاکھ کہو ذی نظر مگر شامیؔ
مری نظر میں وہی بدگماں زیادہ ہے

3/137، وویک کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ (یوپی)